اتحاد تنظیمات مدارس پاکستان کا اجلاس

محمد أحمد حافظ

گزشتہ کچھ عرصہ سے سندھ گورنمنٹ کی جانب سے کچھ اس طرح کے اقدامات سامنے آرہے تھے جن سے اہل مدارس میں بجا طور پر تشویش پیدا ہورہی تھی؛ چناں چہ اس صورت حال پر غور وخوض اور اس سلسلے میں لائحہ عمل تیار کرنے کے لیے ۲۲ ستمبر کو کراچی میں ''اتحاد تنظیمات مدارس پاکستان'' کا ایک بھرپور اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس کی صدارت شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم (صدر اتحاد تنظیمات مدارس پاکستان) نے فرمائی۔ میزبان مولانا مفتی منیب الرحمٰن صاحب تھے۔ اجلاس میں حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری مدظلہم (ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان) مولانا ڈاکٹر یٰسین ظفر (وفاق المدارس السّلفیہ پاکستان) مولانا ضیاء الرحمٰن (رابطۃ المدارس الاسلامیہ پاکستان) مولانا امداد اللہ (جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن و ناظم وفاق المدارس صوبہ سندھ) مولانا قاری عبدالرشید (جامعہ حسینیہ، شہداد پور و نائب ناظم وفاق المدارس صوبہ سندھ) مولانا ریحان امجد علی نعمانی (تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان) علامہ محمد افضل حیدری (وفاق المدارس الشیعہ) اور دیگر متعلقہ حضرات نے شرکت کی۔

اجلاس کے ایجنڈے میں حکومت سندھ کا دینی مدارس کی رجسٹریشن تجدید بل تھا۔

☆......اس بل کے مندرجات میں کہا گیا ہے کہ بل کی منظوری کے بعد اس کے نافذ ہونے سے پہلے اور بعد میں قائم ہونے والے تمام مدارس کو رجسٹریشن سرٹیفکیٹ حاصل کرنا ہوگا۔ (اس کا سیدھا سیدھا مطلب تمام مدارس کی ازسرنو رجسٹریشن ہے۔)

☆......رجسٹریشن سرٹیفکیٹ حاصل کرنے سے قبل مندرجہ ذیل محکموں سے این او سی حاصل کرنا ہوں گے:

۱......ہوم ڈیپارٹمنٹ سندھ۔

۲......متعلقہ ضلع کا ایس ایس پی۔

۳......ڈی سی آفس۔

۴......محکمہ اوقاف، وزارت مذہبی امور۔

۵......سندھ بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی۔

نیز اس بل میں یہ شق بھی شامل ہے کہ حکومت اور ضلعی رجسٹرار کے پاس طاقت ہوگی کہ وہ اگر کوئی بھی مدرسہ ''قانون کی خلاف ورزی'' کرے یا امن وامان خراب کرے تو مدرسہ کو بغیر کسی شنوائی کے بند کر سکے گا۔

☆......اخبارات کے ذریعے یہ خبریں بھی آئیں کہ مدارس کو ملنے والے عطیات کو بھی کنٹرول کیا جائے گا اور کوئی ایک فرد پانچ ہزار سے زیادہ عطیہ نہیں دے سکے گا۔اس سے زائد عطیہ دینے والوں کی چھان بین کی جا سکے گی۔

☆......کچھ عرصہ قبل یہ خبر بھی سامنے آئی تھی کہ سندھ کے مختلف شہروں میں ۷ ہزار ۲۴۷ مدارس کی جیوٹیگنگ کر لی گئی ہے۔اس سلسلے میں کراچی، حیدرآباد، میرپورخاص، لاڑکانہ ڈویژن کا سروے مکمل کر لیا گیا ہے۔جیوٹیگنگ کے بعد ان مدارس کی کسی بھی وقت فضائی نگرانی کی جا سکتی ہے، اور وہاں پر ہونے والی تمام تر نقل وحرکت پر نگاہ رکھی جا سکتی ہے۔

اتحاد تنظیمات کے اجلاس کے آغاز میں ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان مولانا قاری محمد حنیف جالندھری مدظلہم نے مجموعی صورت حال کا جائزہ لیتے ہوئے شرکاء اجلاس کو بتایا کہ سندھ حکومت صوبائی اسمبلی کے ذریعے جس بل کو منظور کرانے جارہی ہے، اس کا بغور جائزہ لینے کے بعد یہ بات سامنے آتی ہے کہ یہ بل صراحتاً مدارس دشمنی پر مبنی ہے۔۱۸۶۰ء کے سوسائٹی ایکٹ میں ۲۰۰۴ء میں پرویز مشرف کے دور میں جو ترمیم ہوئی تھی اس میں بھی پہلے سے رجسٹرڈ مدارس کی نئے سرے سے رجسٹریشن نہ کرنے کی شق شامل کی گئی تھی، مگر سندھ کابینہ میں جو بل پاس ہوا ہے اس میں قدیم وجدید (رجسٹرڈ اور غیر رجسٹرڈ) تمام مدارس کو نئے سرے سے رجسٹریشن کا پابند کیا گیا ہے۔ اور یہ رجسٹریشن پانچ این او سی جاری ہونے کے بعد عمل میں لائی جائے گی۔مدرسہ کو ہوم ڈیپارٹمنٹ، ڈی سی آفس، ایس ایس پی آفس، سندھ بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی اور محکمہ اوقاف (صوبائی وزارت مذہبی امور) سے این او سی لینا ہوں گے۔یہ بات سب لوگ جانتے ہیں کہ کسی ایک محکمے سے این او سی لینا ہو تو اس کے لیے کتنے پاپڑ بیلنا پڑتے ہیں؟! بسا اوقات مہینوں گذر جاتے ہیں، پھر رشوت کا بازار علیحدہ لگا ہوتا ہے۔

دوسری بات یہ کہ متعلقہ ضلعی افسران جس دینی ادارے کے بارے میں اعتراض کریں گے اسے فوری طور پر بند کیا جا سکے گا اور اس سلسلے میں متاثرہ فریق کا موقف بھی نہیں سنا جائے گا۔

اس بل کو مدارس کی تجدید رجسٹریشن سہولیات مہیا کرنے کا نام دیا گیا ہے؛ جب کہ عملاً مدارس کی مشکلات میں اضافہ کرنے اور دینی تعلیم پر شدید ضرب لگانے کے مترادف ہے۔پنجاب میں عیدالاضحیٰ کے موقع پر کھالوں کے سلسلے میں اجازت نامے دینے کے لیے علماء کو جس طرح تنگ کیا گیا وہ ایک الگ کہانی ہے۔اجازت دے کر واپس لے لی

گئی، کئی مرتبہ چکر لگوا کر اجازت دینے سے انکار کر دیا گیا۔ بعض جگہوں پر مدارس کے علماء کو رات تین بجے بلوایا گیا۔ اس طرح تنگ کرنے کے لیے مختلف ہتھکنڈے استعمال کیے گئے۔ ان تجربات کی روشنی میں ہمیں کوئی خوش فہمی نہیں کہ سندھ گورنمنٹ بھی دینی مدارس کے ساتھ اچھا سلوک روا رکھے گی۔ اس بل کی منظوری کے بعد مدارس کے لیے مشکلات کا طوفان کھڑا ہو جائے گا، اس لیے اس بل کا ابھی سے رستہ روکا جانا چاہیے، اور ہمیں اس مجوزہ قانون کو کسی صورت تسلیم نہیں کرنا چاہیے۔ حضرت قاری صاحب مدظلہم نے شرکاءِ اجلاس کو یہ بھی بتایا کہ حکومت کے ساتھ ہمارے جتنے بھی معاہدے ہوئے ہم ان معاہدوں سے کبھی پیچھے نہیں ہٹے جب کہ حکومت نے ہمیشہ لیت ولعل سے کام لیا۔ انہوں نے سندھ حکومت کے مجوزہ بل کے سدباب کے لیے موثر لائحہ عمل دینے کی ضرورت پر زور دیا۔

حضرت مولانا قاری محمد حنیف صاحب زید مجدہم کی مفصل گفتگو کے بعد تمام شرکاء نے اپنی اپنی تجاویز دیں۔ مولانا مفتی منیب الرحمٰن نے اپنی گفتگو میں کہا کہ ہمیں اس بات پر حیرت ہے کہ یہ بل کہاں سے نازل ہوا، سندھ گورنمنٹ کیوں آگے آگے ہے، دوسرے صوبوں میں اس طرح کے بل کی کوئی سن گن نہیں؟؟! انہوں نے کہا کہ اس بل کا واضح ہدف یہ نظر آتا ہے کہ مذہب کو ریاست کی غلامی میں لے لیا جائے۔ اس بل کے پاس ہونے کی صورت میں اور اس پر عمل درآمد کی صورت میں مدارس نہ قائم رہ سکتے ہیں، نہ نئے مدارس بن سکتے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ ایک مہینہ قبل وزیر اعلیٰ کو ملاقات کے لیے خط لکھا گیا مگر ابھی تک کوئی جواب نہیں آیا۔ وزیر اطلاعات صوبہ سندھ مولا بخش چانڈیو کو میسج کیا گیا کہ ہم ملاقات کرنا چاہتے ہیں مگر انہوں نے بھی کوئی جواب نہیں دیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حکومت سندھ پر کسی اور جانب سے دباؤ ہے کہ وہ اس کام کو کرے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہم صدر اتحاد تنظیمات مدارس نے لکھ کر جو تجاویز ارشاد فرمائیں وہ حسب ذیل تھیں: (۱) کراچی میں کور کمانڈرز سے ملاقات کی جائے، اور جنرل راحیل شریف اور وزیر اعظم سے ملاقات کا حوالہ دیا جائے۔ (۲) تحصیل اور ضلع کی سطح پر تمام تنظیمات پرامن طور پر بڑے طلبہ اجتماعات منعقد کریں، اس طرح کہ ٹریفک متاثر نہ ہو۔ (۳ تمام سیاسی جماعتوں کے ذمہ داروں سے رابطہ بھی مفید ہوسکتا ہے۔ (۴) بہر حال یہ ضروری ہے کہ اپنی موثر قوت کا اظہار کیا جائے۔

شرکاء اجلاس میں تجاویز دیتے ہوئے منبر و محراب کا میڈیم استعمال کرنے کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے کہا کہ خطبات جمعہ میں اس بل کے حوالے سے عوام کو آگہی دی جائے۔ اعلیٰ سطحی ملاقاتیں کر کے مسئلے کی سنگینی بتائی جائے، خصوصاً وزیر اعلیٰ اور گورنر سندھ سے اتحاد تنظیمات کی قیادت ملاقات کر کے حکومت کے تحفظات معلوم کرے اور اپنے تحفظات بیان کرے۔ ملکی سیاسی مذہبی قیادت سے بھی ملاقاتوں کا فیصلہ ہوا۔ نیز اس بات کا فیصلہ ہوا کہ تمام مثبت

چینل استعمال کرنے کے بعد اگر صورت حال میں بہتری نہیں آتی تو پھر دیگر آپشنز پر بھی غور کیا جائے گا...... نیز دو کمیٹیاں بنائی گئیں ایک کمیٹی اعلیٰ حکام (وزیراعلیٰ سندھ، گورنر سندھ، ڈی جی رینجرز، آئی جی پولیس، ایم این ایز، ایم پی ایز) سے ملاقات اور رابطے کے لیے جب کہ دوسری کمیٹی میڈیا سے مسلسل رابطہ رکھے گی۔

اتحاد تنظیمات مدارس کے طویل اجلاس کے بعد جامعہ نعیمیہ میں پریس کانفرنس ہوئی۔اس میں اتحاد تنظیمات مدارس کے سیکرٹری جنرل مولانا مفتی منیب الرحمٰن نے متفقہ اعلامیہ پڑھ کر سنایا۔اور صحافیوں کے سوالات کے جواب دیے۔ نیز وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے جنرل سیکرٹری مولانا قاری محمد حنیف جالندھری نے بھی پریس کانفرنس سے خطاب کیا۔انہوں نے خطاب کرتے ہوئے کہا:

سندھ حکومت کا مدارس کی رجسٹریشن کے بارے میں ترمیمی بل خودکش حملہ ہے، کسی کو مدارس پر شب خون نہیں مارنے دیں گے، مرادعلی شاہ نیشنل ایکشن پلان کی مراد نہیں سمجھے ہی نہیں، سندھ حکومت مذاکرات کے عمل کو سبوتاژ کرنے سے باز رہے۔ایکشن پلان میں رجسٹریشن ایکٹ میں ترمیم کرنے کا نہیں کہا گیا نئے مدارس کی رجسٹریشن کی بات ہوئی ہے اور مدارس اور وفاقی حکومت کے مابین رجسٹریشن کے حوالے سے اتفاق رائے موجود ہے۔سندھ حکومت نے نیا پنڈورہ باکس کھولنے کی کوشش کی ہے جس کے اچھے اثرات مرتب نہیں ہوں گے۔حضرت قاری صاحب نے صحافیوں کے سوالات کے جوابات دیتے ہوئے کہا کہ مختلف قومی شخصیات اور سیاسی ودینی جماعتوں کے قائدین اور دینی مدارس کے ذمہ داران سے رابطہ مہم شروع کردی ہے۔

اتحاد تنظیمات مدارس پاکستان کا اعلامیہ

سندھ حکومت اتحادِتنظیمات مدارس پاکستان کے ساتھ وعدے کی پاس داری کرے

تنظیماتِ مدارس کو اعتماد میں لیے بغیر پسِ پردہ قانون سازی عدل کے فطری اصولوں کے خلاف ہے

اتحادِتنظیمات کا وفاقی حکومت سے ایک سال پہلے جو معاہدہ ہو چکا ہے، اُسی پر عمل درآمد کیا جائے

اتحادِتنظیماتِ مدارس پاکستان کے قائدین حضرت مولانا سلیم اللہ خان، پروفیسر مفتی منیب الرحمٰن، مولانا قاری محمد حنیف جالندھری، مفتی محمد رفیق حسنی، مولانا امداداللہ، مولانا عبیداللہ خالد، مولانا قاری عبدالرشید، مولانا ضیاء الرحمٰن، مولانا یاسین ظفر، مولانا افضل حیدری، مولانا عبدالوحید اور مولانا ریحان امجد علی نعمانی نے پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا:

ایک سال پہلے وفاق وزارتِ داخلہ، نیکٹا اور دیگر اداروں کی شمولیت کے ساتھ اتحادِتنظیماتِ مدارس پاکستان اور حکومتِ پاکستان کے درمیان ایک معاہدہ طے پایا ہے، جس میں مدارس کی رجسٹریشن اور اس کے لیے مطلوبہ امور اور

ڈیٹا کلیکشن کے لیے باقاعدہ پرفارما اور ضمیمہ جات کی منظوری دی گئی اور وفاقی وزارتِ داخلہ نے صوبوں سے بھی اس کے بارے میں رضامندی حاصل کی اور اس کی خاطر کافی کاوشیں کی گئیں، اتحادِ تنظیماتِ مدارس پاکستان کی رُکن پانچوں تنظیمات نے اِسے قبول کیا۔ہم نے قومی بیانیہ بھی باہمی اتفاقِ رائے سے مرتب کیا اور اُس میں ہمارا حصہ سب سے زیادہ تھا۔اس کے جاری کرنے کے لیے وزیرِاعظم پاکستان، چیف آف آرمی اسٹاف، تمام متعلقہ وفاقی وزارتوں اور حساس اداروں کی موجودگی میں فیصلہ کُن اجلاس ہونا تھا، جو ملک میں وقتاً فوقتاً پیش آمدہ حالات کی وجہ سے تاریخ مقرر کرنے کے باوجود موخر ہوتا رہا۔ضرورت اس امر کی تھی کہ اس پر عمل درآمد کیا جاتا، تاکہ حکومت اور دینی مدارس کی تنظیمات کے درمیان باہمی اعتماد کا رشتہ قائم رہے۔

صوبہ سندھ کی حکومت نے جو مسوّدۂ قانون ترتیب دیا ہے، اس کی ہمیں ہوا تک نہیں لگنے دی گئی۔صرف میڈیا سے رِس رِس کر یعنی Leak ہوکر جو خبریں آتی رہیں، اُن کی رُو سے پہلے سے رجسٹرڈ مدارس کی از سرِنو رجسٹریشن کی جائے گی، حالانکہ حکومت کے ساتھ گزشتہ تین عشروں کے تمام معاہدات میں یہ طے ہے کہ جو مدارس سوسائٹی ایکٹ یا ٹرسٹ ایکٹ کے تحت پہلے سے رجسٹرڈ ہیں، اُسے درست اور قانونی تسلیم کیا جائے گا۔البتہ تمام مدارس اپنا ڈیٹا سال بہ سال فراہم کریں گے اور اُس کا طریقۂ کار بھی طے ہو چکا ہے۔لٰہذا پہلے سے رجسٹرڈ مدارس کے لیے دوبارہ رجسٹریشن کی پابندی کسی صورت قابلِ قبول نہیں ہے، یہ ملکی قانون کی نفی کے مترادف ہے اور سو فیصد یک طرفہ اور جانب دارانہ اِقدام ہے، بلکہ اس سے مدارس کے بارے میں تعصّب کی بُو آتی ہے۔

رجسٹرڈ مدارس کو اس بات کا پابند بنانا کہ سندھ بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی سے این او سی لیں، مضحکہ خیز بات ہے۔ہمارا حکومت سے سوال ہے کہ وہ مدارس کو تعلیمی ادارے سمجھتی ہے یا نہیں؟۔اگر جواب اثبات میں ہے، تو کیا صوبہ سندھ اور ملک بھر میں نرسری سے لے کر یونیورسٹی کی سطح تک ہزاروں کی تعداد میں پرائیویٹ سیکٹر میں جو تعلیمی ادارے جا بہ جا قائم ہیں اور رفاہی وتجارتی عمارات میں نہیں ہیں، بلکہ آبادیوں کے درمیان رہائشی عمارات اور فلیٹس میں ہیں، کیا اُن سب سے بھی سندھ بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی سے این او سی لینے کا قانون بنایا گیا ہے؟۔اگر جواب نفی میں ہے اور یقیناً ایسا ہی ہے، تو پھر کیا دینی مدارس میں پڑھنے والے طلبہ وطالبات اس ملک کے شہری نہیں ہیں؟۔اس شرط کے تحت تو تقریباً اسّی فیصد یا اِس سے بھی زیادہ تعلیمی اداروں کو قانون بنانے کے اگلے دن تالے لگ جائیں گے اور حکومت کے لیے ایک ناقابلِ حل بحران پیدا ہو جائے گا۔یہاں تو حال یہ ہے کہ رفاہی اداروں میں سینکڑوں کی تعداد میں شادی ہال بنے ہوئے ہیں، فٹ پاتھوں سے متصل راہداریوں پر بلند وبالا فلیٹ بنے ہوئے

ہیں، ان کے پیچھے بااثر سیاسی قوتیں اور بلڈرز مافیا ہے، کیا سندھ بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی سے کسی نے اس کی جواب طلبی کی ہے؟۔

اسی طرح مجوزہ قانون کے تحت پہلے سے رجسٹرڈ مدارس کے بارے میں کہا جا رہا ہے کہ وہ متعدد محکموں یعنی سیکرٹری داخلہ، متعلقہ ایس ایس پی اور وزارتِ مذہبی امور سے این او سی لیں، اس طرح کی امتیازی پابندیاں لگانا دینی تعلیم کو کچلنے کے مترادف ہے، جب کہ دستورِ پاکستان کا آرٹیکل: 31 سیکشن 1 حکومت کو اس بات کا پابند کرتا ہے:

''پاکستان کے مسلمانوں کو انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی زندگی اسلام کے بنیادی اصولوں اور اساسی تصورات کے مطابق مرتب کرنے کے قابل بنانے کے لیے اور انہیں ایسی سہولتیں مہیا کرنے کے لیے اقدامات کیے جائیں گے جن کی مدد سے وہ قرآن پاک اور سنت کے مطابق زندگی کا مفہوم سمجھ سکیں''۔

ہم یہ بات ریکارڈ پر لانا ضروری سمجھتے ہیں کہ اس سے قبل گورنر ہاؤس میں گورنر سندھ جناب ڈاکٹر عشرت العباد خان کی صدارت میں اتحادِ تنظیماتِ مدارس پاکستان کی قیادت کا اِسی مجوزہ قانون کے حوالے سے اجلاس ہوا اور اس اجلاس میں اُس وقت کے مشیرِ مذہبی امور ڈاکٹر عبدالقیوم سومرو نے یقین دلایا کہ مدارس کو اعتماد میں لیے بغیر اُن کے بارے میں کوئی قانون سازی نہیں کی جائے گی، سوال یہ ہے کہ بار بار اس یقین دہانی کی خلاف ورزی کیوں کی جا رہی ہے؟۔

ہم یہ بات بھی ریکارڈ پر لانا چاہتے ہیں کہ اتحادِ تنظیماتِ مدارس پاکستان کے سیکرٹری جنرل مفتی منیب الرحمٰن نے ٹی سی ایس کے ذریعے 21 اگست 2016 کو جناب سید مراد علی شاہ وزیرِ اعلیٰ سندھ کو خط بھیجا کہ اتحادِ تنظیماتِ مدارس پاکستان کی قیادت کو ملاقات کا موقع عنایت فرمائیں، مگر پورا ایک مہینہ گزرنے کے باوجود اُن کی طرف سے کوئی جواب نہیں آیا۔ مفتی منیب الرحمٰن نے مشیرِ اطلاعات جناب مولابخش چانڈیو کو میسج کیا کہ ضروری بات کرنی ہے، انہوں نے بھی کوئی جواب نہیں دیا۔

لہٰذا ہم برملا یہ اعلان کر رہے ہیں کہ اتحادِ تنظیماتِ مدارس پاکستان کو اعتماد میں لیے بغیر دینی مدارس کے بارے میں جو بھی قانون سازی کی جائے گی، وہ ہمارے لیے قابلِ قبول نہیں ہوگی۔ دنیا بھر میں قانون سازی چوری چھپے نہیں ہوتی، بلکہ اس قانون سے متاثر ہونے والے طبقات اور اداروں کو اعتماد میں لیا جاتا ہے۔ اسمبلیوں میں قانون سازی کے لیے مجالسِ قائمہ کا مقصد اس کے سوا اور کیا ہے؟۔ اس وقت ملک نازک حالات سے گزر رہا ہے، ہندوستان پاکستان دشمنی میں تمام حدود کو عبور کر رہا ہے اور قومی اتحاد کی بے حد ضرورت ہے۔ ہم یہ بات بھی ریکارڈ پر

لانا چاہتے ہیں کہ نیشنل ایکشن پلان میں مذہب ومسلک کو جو بطورِ خاص ہدف بنایا گیا ہے، اس پر تمام تر تحفظات کے باوجود ملک وقوم کے بہترین مفاد میں ہم نے نیشنل ایکشن پلان اور اکیسویں آئینی ترمیم کی علانیہ طور پر مکمل حمایت کی اور اس پر عمل درآمد کے حوالے سے دینی مدارس وجامعات نے کوئی رکاوٹ پیدا نہیں کی، کیونکہ یہ ملکی سالمیت کے مفاد میں ہے۔ ہم نے ضربِ عضب کی مکمل حمایت کی اور ملک کی داخلی وخارجی سلامتی کے لیے مسلح افواج کی بے پناہ قربانیوں کو خراجِ تحسین وعقیدت پیش کیا اور آج بھی ہم مسلّح افواج کی پشت پر کھڑے ہیں، تو ہمیں بتایا جائے کہ آخر مسئلہ کیا ہے۔

ہم نہایت ذمے داری کے ساتھ سندھ حکومت کو کہنا چاہتے ہیں کہ دینی مدارس کے بارے میں کسی بھی قانون سازی سے پہلے ہمیں اعتماد میں لیا جائے، یہ ہمارا جائز آئینی، قانونی، دینی اور بنیادی حق ہے۔ ہم ہر مثبت، تعمیری اور غیر جانبدارانہ اِقدام میں تعاون کریں گے اور جو بات ناقابلِ قبول ہے، اس کی اصلاح کے لیے مثبت تجاویز دیں گے۔

ہم ہندوستانی حکومت کی طرف سے مقبوضہ کشمیر میں ڈھائے جانے والے بے پناہ مظالم کی شدید مذمت کرتے ہیں اور کشمیر کے مظلومین کو اپنی پوری اخلاقی حمایت کا یقین دلاتے ہیں اور حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ مقبوضہ کشمیر کے مظلومین کے مسئلے کو عالمی سطح پر اجاگر کرنے کے لیے ہر ممکن حکمتِ عملی اختیار کی جائے اور اقوامِ متحدہ ، او آئی سی اور حقوقِ انسانی کے عالمی اداروں کو اس کی بابت جھنجھوڑا جائے۔ اقوامِ متحدہ کی جنرل اسمبلی کے اجلاس کے موقع پر وزیرِ اعظم پاکستان نے جو او آئی سی، سیکرٹری جنرل یو این او، وزیرِ اعظم چین اور دیگر اہم ممالک اور اداروں کے ذمے داران سے جو مقبوضہ کشمیر کے مظلومین کے حق میں پیش رفت کی ہے، اُس کی تحسین کرتے ہیں۔

ہندوستان امریکہ کی سرپرستی میں اپنے آپ کو اس پورے خطے کا پولیس مین اور سپر طاقت سمجھنے لگا ہے اور آئے دن پاکستان کو دھمکیاں دیتا ہے اور پاکستان کا سفارتی مقاطعہ اور تنہا کرنے کی کوشش کر رہا ہے، ہم اس کی شدید مذمت کرتے ہیں اور اعلان کرتے ہیں کہ کسی بھی مشکل صورتِ حال میں پوری پاکستانی قوم اور سیاسی ودینی قوتیں اپنے دین ووطن کے تحفظ کے لیے یکجا ہیں اور کسی بھی انتہائی اقدام سے گریز نہیں کریں گے۔

ہم نے طے کیا ہے کہ کل جمعۃ المبارک کے خطبات میں اس مجوّزہ بل پر احتجاج کیا جائے اور عوام کو سندھ حکومت کے مدارس دشمن عزائم کے بارے میں آگہی دی جائے گی۔ ☆☆